شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی وفات سے قبل ان کی رحلت اور حقانیہ سے متعلق خواب:

اسی طرح مولانا اسید اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی وفات سے چند مہینے قبل ایک خواب میں دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد دیکھی کہ اسکا بلند و بالا مینار اچانک گر کر ٹوٹ گیا۔ (یعنی شیخ الحدیثؒ کی وفات کی طرف اشارہ ہے) اسکے بعد دیکھتے ہیں کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ اور خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور، حضرت علی مرتضیٰؓ) ایک بڑا خیمہ اس ترتیب سے ہاتھ مبارک میں پکڑے ہوئے ہیں کہ بیچ میں حضور اقدس ﷺ اور چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ ہیں۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس خیمہ کو حقانیہ کی مسجد کے اوپر پھیلا دو۔ (دارالعلوم حقانیہ کی عنداللہ قبولیت اور رسول اللہ ﷺ کی توجہات کی وابستگی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے)

وفات سے قبل آخری عمل: مولانا اُسید اللہؒ ایک عرصہ سے پشتو میں تفسیر قرآن کے مبارک کام میں مصروف و مشغول تھے۔ افسوس کہ یہ کام آپ کی زندگی میں پایہ تکمیل تک نہ پہونچ سکا۔ وفات سے ایک روز قبل بوقت عصر دماغی شریان بند اور بے ہوش ہونے سے پہلے اسی تفسیری کام میں منہمک تھے۔ اور اس دنیا فانی میں آپ کا آخری عمل سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۱۴ کے کلمات ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید کی تفسیر کچھ اس طور پر لکھنا تھا کہ "مقام سے مراد اللہ کے حضور میں قیام ہے" یہ الفاظ لکھنے کے بعد آپ اللہ کے حضور اس دنیا کو چھوڑ کر روانہ ہو چلے۔ اللہ اکبر کیا قابل رشک موت ہے کہ قلم اور عمل دونوں میں توافق پیدا ہو گیا۔ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں کا حشر اس حال میں کیا جائے گا جس حال میں وہ مرے ہوں گے۔ کل روز قیامت استاد محترم تفسیر کی خدمت بجالاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جنازہ میں حاضری کے موقع پر ان کے تفسیری مسودات دیکھنے کا موقع ملا اور میز پر رکھی ہوئی کتابوں کی ہیئت اور کیفیت بھی ملاحظہ کی جس سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی ابھی ابھی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے اور واپس دوبارہ آ کر کام کی تکمیل کرے گا۔ میز پر تفسیری کام کیلئے تفسیر کشاف، تفسیر عثمانی، تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر الخطیب، تفسیر بیان القرآن، تفسیرِ معالم العرفان، اور پشتو تفسیر وار منگی وغیرہ کھلی ہوئی رکھی تھیں۔

نماز جنازہ اور تعزیتی خطاب: ۲۴ مارچ کو بعد از عصر بے ہوشی کے عالم میں آپکو اسلام آباد کے پمز ہسپتال پہنچایا گیا لیکن آپ جانبر نہ ہو سکے اور اسی حالت میں صبح ساڑھے نو بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نماز جنازہ مختصر وقفے کے بعد عصر کو ساڑھے پانچ بجے راولپنڈی کوہاٹ روڈ پر واقع وسیع وعریض عیدگاہ میں مولانا سمیع الحق کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ سے قبل مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جنازہ میں شرکت کرنیوالوں کے سامنے تعزیتی خطاب فرمایا۔ جسمیں موصوف کے اوصاف عالیہ، علم پروری اور اخلاق اور مقبولیت کا ذکر فرمایا۔ تحریر کا اختتام اس سعدیؒ کے شعر پر کرونگا۔ دولت جاوید یافت هر که نیکو نام زیست　کز عقبش ذکر خیر زنده کند نام را

حضرت مولانا حسین احمد حقانی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ و مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن حقانیہ کراچی

روحانی باپ استاد کے ساتھ ہر شاگرد کی محبت وعقیدت ہوتی ہے۔تاہم استاد کی خدمت کی عظیم سعادت کسی کسی کے نصیب میں آتی ہے۔دنیا کا تجربہ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ محض کتابوں کے پڑھ لینے سے علم کے حقیقی ثمرات اور کمالات حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس کے لئے ''پیش مرد کامل پامال شو'' پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے۔نیز استاد کا ادب واحترام ہمہ وقت ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔بے اعتنائی فیوضات کے حصول کی راہ میں سنگ گراں بنتی ہے۔اس سلسلے کا ایک واقعہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکثر بیان فرماتے کہ حضرت شمس الائمہ امام سرخسیؒ کا ایک علاقہ میں جانا ہوا' وہاں ان کے تلامذہ ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے مگر ایک شاگرد بہت دیر سے آیا اور عذر کیا کہ والدہ کی علالت اور تیمارداری کی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی۔تو استاد نے فرمایا کہ انہیں عمر تو بہت ملے گی مگر علم میں برکت نصیب نہ ہوگی۔یعنی والدین کی محبت کی خاصیت یہ ہے کہ عمر بڑھ جائے گی اور استاد کی خدمت میں بے اعتنائی کی وجہ سے علم کی برکت میں محرومی پیدا ہوتی ہے۔چنانچہ اس شخص کو ایک سوبیس برس کی عمر ملی۔تاہم اس سے کسی کو فیض نہ پہنچا۔

هرکه خدمت کرد او مخدوم شد　　　هرکه خود را دید او محروم شد

حضرت مولانا حسین احمد حقانیؒ ایسے ہی چند گنے چنے فضلائے حقانیہ میں شامل ہیں جنہوں نے اپنے اساتذہ اور خصوصاً شیخ الحدیثؒ کی بے لوث خدمت کو حرز جاں بنالیا تھا۔ جد محترم شیخ الحدیثؒ نے آپ کے خلوص اور بے لوث خدمت کا اعتراف ایک دفعہ کچھ یوں کیا کہ میرے چار بیٹے ہیں اور اب پانچواں حسین احمد ہیں۔استاد کی توجہات و دعوات صالحہ نے آپ سے ہر میدان میں بڑا کام لیا۔موصوف خانوادہ حقانی کے ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ محبت' شفقت اور انتہائی عقیدت سے پیش آتے تھے۔احقر کو خوب یاد ہے کہ جب پہلی دفعہ کراچی جانا ہوا تو آپ نے بڑے اہتمام اور شایان شان استقبال کے ساتھ نہ صرف اپنے قائم کردہ مدرسہ بلکہ کراچی بھر کے بڑے بڑے دینی مدارس جیسے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن' جامعہ فاروقیہ' اور دارالعلوم کراچی کا معائنہ کروایا اور ان اداروں کے مہتممین بقیۃ السلف حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر' مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور دیگر بڑے علماء سے ملاقاتیں بھی کروائیں۔اس موقع پر یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مفتی شامزئی شہیدؒ کے علم کی تکمیل میں مولانا موصوف کا بڑا عمل دخل ہے اور وہ اس طرح کے طالب علمی کے دوران حوادث زمان کی وجہ سے ان علم کے حصول کا یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تھا جو بعد میں مولانا حسین احمد کی ترغیب وتشویق کے ذریعے چل پڑا۔افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج یہ علم وعمل کا گوہر اس دنیا میں نہ رہا۔ان اجل الله اذا جاء لا يؤخر آپ کی عظمت ورفعت اور کمال شان کی باتیں تو

بہت ہیں تاہم ان کا مختصر سوانحی خاکہ پیش ہے:

پیدائش وخاندانی پس منظر: حضرت مولانا حسین احمد ضلع سوات کے علاقہ دندنی گاؤں تختہ میں ۱۹۴۶ء کو ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مولانا حسن المابؒ ایک بلند پایہ صوفی اور بزرگ عالم دین تھے۔جنہوں نے سمرقند وبخارا کے علمی مراکز سے کسب فیض کیا۔اورآپ کے تلامذہ میں مشہور زمانہ منطقی عالم حضرت مولانا خان بہادر مارتونگ باباؒ اور علم وادب کے مشہور عالم دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا محمود الحسن میرویؒ جیسے علماء شامل ہیں۔

تعلیم اور حقانیہ سے فراغت: ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی فاضل حقانیہ حضرت مولانا عبدالقادر مدظلہ سے پڑھیں۔۱۹۵۷ء کو بڑے بھائی کی رفاقت میں دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور ۹ برس تک مسلسل یہاں تعلیم پانے کے بعد ۱۹۶۵ء کو فراغت پائی۔دوران تعلیم وتعلم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی قربت اور خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

کراچی میں سکونت: فراغت کے بعد نجی اور ذاتی کام کے سلسلے میں کراچی جانا ہوا تو وہاں ایک دینی ادارے ''تبلیغی کالج'' میں تدریس کی پیشکش ہوئی جسے آپ نے قبول کیا اور پھر کراچی کے ہوکر رہ گئے' تدریس کے علاوہ رحمانی مسجد سوات کالونی میں امامت وخطابت کے فرائض بھی نبھاتے رہے اور یہ سلسلہ تادم وفات جاری رہا۔

دینی' سیاسی' تنظیمی ورفاہی خدمات: جمعیت علماء اسلام' تحریک ختم نبوت' سواد اعظم' تنظیم فضلائے حقانیہ اور اصلاحی تنظیم ''اہل حق'' وہ میادین ہیں جن میں آپ نے بھرپور دینی' سیاسی' تنظیمی اور رفاہی خدمات انجام دیئے۔

دارالعلوم تعلیم القرآن حقانیہ کراچی کا قیام: کراچی کے بلدیہ ٹاؤن کے معززین واہل ثروت حضرات نے مل کر مولانا حسین احمد حقانی سے مدرسہ کے قیام کا مطالبہ کیا جسے بھرپور اصرار کے بعد منظور فرماتے ہوئے آپ نے ۱۹۸۴ء میں ''دارالعلوم تعلیم القرآن حقانیہ'' کے نام سے اس علاقہ میں اولین مدرسہ کا آغاز فرمایا۔جس کا نام بقول آپؒ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے تجویز فرمایا۔آپؒ کے حسن انتظام واہتمام کی بدولت آج کل اس مدرسہ کا شمار ممتاز اور اہم مدارس میں ہوتا ہے۔جہاں شعبہ بنین میں درجہ موقوف علیہ اور شعبہ بنات میں دورۂ حدیث تک احسن طریقے سے تدریس جاری ہے۔

اولاد: آپکے پسماندگان میں ۳ بیٹیاں اور ۴ بیٹے مولانا محمود الحسن حقانی' فاضل دارالعلوم حقانیہ' مولانا شمس العلوم فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی۔مولانا رشید احمد فاضل جامعہ فاروقیہ اور وسیم احمد طالب علم درجہ اولیٰ شامل ہیں۔

وفات اور اس سے قبل کی حالت: آپؒ کو ایک عرصہ سے دل اور گردوں کے امراض لاحق تھے۔گزشتہ سال ماہ رمضان میں عمرہ ادا کیا اور پورا رمضان حرم شریف میں گزارنے کی سعادت حاصل کی۔واپسی پر اپنے گاؤں تشریف لائے جہاں مرض بڑھتا گیا۔وفات کے روز تمام رشتہ داروں کو جمع فرما کر اجتماعی دعا کی۔ورثاء دوست